نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

مرحبا مرحبا آ گئے مصطفیٰؐ جِدھیاں راہواں بڑے ویکھ دے رہ گئے
گودی چکیا حلیمہ نے سرکارؐ نوں نازاں والے کھڑے ویکھ دے رہ گئے
ماڑی کُلی سی خُوش بخت سی ایوبؓ دی جتھے جاکے رُکی ڈاچی محبوبؐ دی
ماڑیاں دا پروہنا ایں سوہنا نبیؐ کوٹھیاں تے چڑھے ویکھ دے رہ گئے
دِتی نبیاں گواہی سی میثاق دی عظمت ویکھو عظمت ذرا شاہِ لولاک دی
ایسی بولی سی اُمی نبی پاکؐ دی سب کتاباں پڑھے ویکھ دے رہ گئے
پیار کیتا نبیؐ نوں تے چمکن پئے صدیق، عمر، عثمان، حیدر جئے
تے نیڑے بھانویں ابوجہل ورگے رہے اوہ نصیباں سڑے ویکھ دے رہ گئے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ ریاض صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پرسوں چیف منسٹر پنجاب نے ایک پریس کانفرنس میں یہ کہا ہے کہ ڈینگی کے مرض میں اسلام آباد کی بہت اعلیٰ شخصیت ملوث ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ اس سے آٹھ سو کے قریب اموات ہوئی ہیں۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب کو اس شخص کا پتا ہے تو ہماری ان سے یہ گزارش ہو گی کہ وہ اس House میں تشریف لائیں جس نے ان کو elect کیا ہے، جس کی ووٹوں کی وجہ سے آج وہ وزیر اعلیٰ ہیں۔ وہ یہاں پر آئیں، اس شخصیت کا نام بتائیں اور اس پر پرچہ کرائیں۔ انہوں نے اب اس چیز کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ قتل ہیں اور آٹھ سو لوگوں کا قتل اگر انہوں نے نہیں کیا تو جس نے کیا ہے اس کا نام اس House کو بتایا جائے اور اب جو ڈیڑھ سو قتل ہوئے ہیں ان کے متعلق بھی اس House کو بتایا جائے کہ کیا یہ ڈیڑھ سو قتل بھی کسی اعلیٰ شخصیت کی وجہ سے ہوئے ہیں یا میاں شہباز شریف چیف منسٹر پنجاب کی وجہ سے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس پر یہ بات طے ہوئی تھی اور یہ آج کے ایجنڈے میں شامل ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ نے دو دن پہلے جس طرح bulldoze کیا تھا اگر آپ نے اسی طرح کرنا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ bulldoze کرنے کی بات نہ کریں۔ میں تو آپ سے بھی اور ان سے بھی گزارش کرتا رہا ہوں۔ آپ نے اپنے طور پر کہا کہ سپیکر جانبدار ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کی مرضی ہے آپ جو مرضی کہہ لیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے اس دن بھی آپ سے یہ عرض کی تھی کہ اگر آپ یہ سمجھیں کہ ہم طاقت کے زور پر یہ House چلائیں گے تو یہ نہیں چلے گا۔ اگر تعاون سے House چلانا ہے تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ میری طاقت آپ ہیں۔یہاں دونوں طرف بیٹھے ہوئے صاحبان میری طاقت ہیں۔اس کے علاوہ میری کون سی طاقت ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کو نہیں کہہ رہابلکہ میں حکومت کو کہہ رہا ہوں کہ اگر حکومت طاقت کے زور پر یہ House چلانا چاہے گی تو یہ نہیں چلے گا۔اگر تعاون سے چلانا ہے تو ٹھیک ہے۔اگر ایم پی اے کو[**] کہنا ہے تو پھر یہ House نہیں چلے گا۔ہم پولیس سے ڈرتے ہیں اور نہ ہی اس طرح حکمرانی تسلیم کریں گے کہ ایم پی اے کو [**] کہا جائے، [****] کہا جائے، [****] کہا جائے اور اپوزیشن کو[****] کہا جائے تو ہم اس طرح House کو قطعاً نہیں چلنے دیں گے۔اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ میں تو راجہ ریاض کے گرو سے بھی معافی نہ مانگوں تو ان کے گرو میاں محمد نواز شریف نے میرے گرو آصف زرداری سے رو رو کر جیل میں معافی مانگی تھی انشاءاللہ یہ بھی معافی مانگیں گے اور ان کے گرو بھی پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد آصف علی زرداری سے معافی مانگیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ بڑی عجیب باتیں ہیں۔آپ انہیں بات کر لینے دیں پھر آپ بھی بات کر لیں۔میں آپ کو بھی موقع دوں گا۔اس قسم کے غیر مہذب الفاظ جو استعمال کئے جائیں ان کو کارروائی کا حصہ نہ سمجھا جائے۔ میں Press سے بھی یہی کہوں گا کہ مہربانی فرمائیں کہ جو قابل اعتراض بات انہوں نے کی ہے اسے کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے اور اس کی رپورٹنگ بھی نہ کی جائے۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں، لیڈر آف دی اپوزیشن بول رہے ہیں۔آپ ان کی بات سنیں اور مجھے بھی ان کی بات سننے دیں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!اس صوبے کا Chief Executive جو یہاں سے بھاگا ہوا ہے، اس House سے اس صوبے کا وزیراعلیٰ بھاگا ہوا ہے۔ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ ایک اشتہار دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ ایجنڈا آپ کا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): آپ آئی جی پولیس کو یہ آرڈر دیں کہ وزیر اعلیٰ کو پکڑ کر اس House میں لائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور ایوان سے معافی مانگیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب گم ہو گئے ہیں آپ گمشدگی کا ایک اشتہار دیں، ان کو برآمد کرایا جائے اور اس House میں لایا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: لیڈر آف دی اپوزیشن کو بات کرنے دیں پھر جواب دیں۔ آپ ان کو بات کرنے دیں۔ مجھے ان کی بات سننے دیں۔ آپ کی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ تھوڑا time رکھ لیں۔ ہم مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔ ہم اس House کو چلانا چاہتے ہیں۔ ہماری صرف اتنی گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائیں۔ اس صوبہ میں جو واقعات ہو رہے ہیں ان پر اپنے خیالات کا اظہار کریں اور تمام House کو اعتماد میں لیں۔ اگر ہم یہ بات غلط کر رہے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ آپ غلط بات کر رہے ہیں، آپ کا یہ مطالبہ غلط ہے اور آپ یہ مطالبہ نہ کریں۔ اگر ہم ایک جائز بات کر رہے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ لاء منسٹر نے زیادتی کی ہے وہ اپنے الفاظ واپس لیں تو اس میں آپ کا فرض بنتا ہے یا نہیں؟ اگر آپ کہہ دیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس House میں تشریف لائیں تو اس میں کیا برائی ہے، کیا آپ کی توہین یا اس House کی توہین ہو جاتی ہے یا وزیر اعلیٰ پنجاب کی توہین ہو جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ تشریف لائیں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کتنے بندے پوائنٹ آف آرڈر لیں گے؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں بہت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):پوائنٹ آف آرڈر۔وہ جو بے نظیر فنڈ کھا گیا ہے۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں ایک اہم نکتہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ہمارے اپوزیشن لیڈر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرا point بڑا relevant ہے۔

جناب سپیکر:تشریف رکھیں اور مجھے اُن کی بات سننے دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ ہماری بات سن لیں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!آپ حکم دیں اور آپ وزیراعلیٰ کو یہاں بلائیں۔یہ وزیراعلیٰ کو پکڑ کر لائیں۔

جناب سپیکر:جی،تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!جعلی دوائیوں سے یہ لوگوں کو مار رہے ہیں۔یہ قاتل اعلیٰ بن چکے ہیں اور اب خادمِ اعلیٰ سے قاتل اعلیٰ کا سفر طے کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ہمارا صرف ایک مطالبہ ہے کہ وزیراعلیٰ کو یہاں طلب کریں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!اس کے لئے اشتہار دے دیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا ہی ایجنڈا ہے اور اس ایجنڈے پر آج آپ کے صوبہ کے مالی معاملات پر بحث ہے۔ اس کے بعد پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر بھی عام بحث کا آغاز کرنے کا دن ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری نے تقریر کرنی ہے اور انہوں نے ہی آپ کی تقاریر کا جواب دینا ہے۔ دیکھیں، آپ اپنا کام خود ہی نہیں کرنا چاہتے، بڑے افسوس کی بات ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"سالا مارا بیوی ماری، ہائے زرداری ہائے زرداری" کی نعرہ بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"آنا ہو گا آنا ہو گا، چیف منسٹر کو آنا ہو گا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ جو تجویز اپوزیشن لیڈر نے دی ہے۔۔۔ میری بات سنیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ This is not good. یہ آپ کا ایجنڈا ہے کچھ خدا کا خوف کھائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو وزیر اعلیٰ، گو وزیر اعلیٰ" کی نعرہ بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"گو زرداری، گو زرداری" کی نعرہ بازی)

آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ تمام صاحبان تشریف رکھیں۔ ابھی ہم مذاکرات کرنے والے ہیں اور دونوں صاحبان کی بات سننا چاہتے ہیں لہذا دونوں صاحبان میرے چیمبر میں تشریف لائیں اس لئے دس منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی 10 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)
(اس مرحلہ پر 10 منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 11 بج کر 46 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں، میں اب یہ بات کر لوں کہ ہمارا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ باقی تمام کارروائی کو suspend کیا جائے۔ اب ہم پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر اہم بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ جی، کیا House مجھے اس بات کی اجازت دیتا ہے؟

معزز ممبران اسمبلی: جناب سپیکر! جی، اجازت ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جیسے آپ کی مرضی لیکن House کو بتایا جائے کہ فیصلہ کیا ہوا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آج کے Question Hour کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: جی، Question Hour تو ویسے ختم ہو گیا۔ اب تحاریک التوائے کار اور۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کچھ اور بھی کارروائی ہونی تھی، آپ نے کوئی بات کرنی ہے وہ بات بھی کر لیں۔ آپ اور ہمارے درمیان جو کچھ طے ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب! آپ جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ قائد حزب اختلاف صاحب آپ کے چیمبر میں موجود تھے اور میں بھی وہاں موجود تھا۔ وہاں پر اپوزیشن نے قائد حزب اختلاف کی سربراہی میں آپ سے ملاقات کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا کہ آج کے دن کا بقیہ ایجنڈا کو موخر کر دیا جائے اور ہم اپنے personal issues کو ایک side پر رکھتے ہیں، پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں جو افسوس اور دردناک حادثہ ہوا ہے جس میں 100 سے زیادہ جانوں کی ہلاکت ہوئی ہے ہم اس پر بحث کرتے ہیں اور ساتھ ہی قائد حزب اختلاف نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اس بحث کو conclude چیف منسٹر صاحب کریں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے میں نے وہاں پر قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ اس سلسلے میں میری چیف منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے اور ہماری طرف سے already یہ commitment ہے کہ اس مسئلے پر جو بحث ہو گی اس کو conclude وزیر اعلیٰ صاحب کریں گے۔ اگر یہ بحث آج conclude ہو جاتی ہے تو وہ سوموار کو conclude کریں گے اگر سوموار کو بحث مکمل ہو جاتی ہے تو پھر منگل کو conclude کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: منگل کو Private Members' Day ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ اب up to Opposition ہے کہ ان کے کتنے ممبران نے بات کرنی ہے اور کتنی دیر بات کرنی ہے، ہماری اپوزیشن کے ممبران سے یہ commitment

ہے کہ اس بحث کوانشاء اللہ تعالیٰ چیف منسٹر صاحب conclude کریں گے اور اس سلسلے میں اس صوبے میں اب تک جو پیش رفت ہوئی ہے اس سے وہ اس معزز ایوان کو خود آ کر آگاہ کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اپوزیشن نے اپنے تمام ذاتی معاملات کو، یا یہاں پر جو تلخی ہوئی تھی ہم نے پنجاب کے عوام کی خاطر ان کو ایک طرف رکھ دیا ہے۔ ہمارا یہ مطالبہ بھی تھا کہ چیف منسٹر صاحب خود تشریف لائیں اور House کو confidence میں لیں۔ حکومت نے ہمیں اس کا یقین دلایا ہے اور ہم اس اہم issue کی وجہ سے پنجاب کے لوگ جو اس وقت ایک بہت بڑے مسئلے میں الجھے ہوئے ہیں اور وہ تمام معاملات جو ہمارے حکومت کے ساتھ مختلف issues پر چل رہے ان کو ہم نے پنجاب کے عوام کی خاطر side پر رکھ دیا ہے۔ ہمارے ہی مطالبے پر وزیر اعلیٰ پنجاب اس بحث کو یہاں آ کر conclude کریں گے۔ ہم یہ گزارش بھی کرتے ہیں کہ سوموار والے دن باقی business ختم کر کے ہمیں اس issue پر بات کرنے کے لئے ایک گھنٹہ دے دیا جائے۔ اس کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب بحث کو conclude کریں اور اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ میں اس بات کی بھی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ہمارا تعاون جاری رہے گا اور آپ سے بھی مودبانہ گزارش ہو گی کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمارے بھائی جناب شوکت بسراء صاحب کا بیٹا بیمار ہے اس کے لئے دعا کروا دی جائے۔

سرکاری کارروائی

بحث

پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر عام بحث

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے تمام دوست ان کی صحت چاہتے ہیں۔ تمام House ان کی صحت کے لئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے۔ جن دوستوں نے اس موضوع پر بات کرنی ہے اپنے نام بھجوادیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! وہ اس ایوان میں آئیں گے تو کسی کی بات سنیں گے اور جواب بھی دیں گے۔

جناب سپیکر: تمام کارروائی وزیراعلیٰ صاحب کے پاس جاتی ہے۔ ہر چیز ریکارڈ پر موجود ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! اگر اجازت دیں تو میں ایوان میں lay reports کر کے توسیع لینا چاہتا تھا اور دوسری گزارش یہ ہے کہ پہلے آپ انہیں take up کر لیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو بعد میں موقع دیا جائے گا۔

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! ہماری طرف سے میجر ذوالفقار صاحب بحث کا آغاز کریں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں اور خاص طور پر جناب سپیکر کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے اپنے آفس کو use کرتے ہوئے ایک commonsense کو prevail کرنے میں اپنا role ادا کیا ہے۔ ہم بطور اپوزیشن ان کے اس role کو appreciate کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی پر ہم نے بحث کرنی ہے۔ اگر اس کو محکمہ صحت کے پس منظر میں، اس کے prospective کو نہ دیکھا جائے تو نہ صرف پی آئی سی میں

بلکہ پورے صوبے میں صحت کے معاملات جس طریقے سے چلائے جا رہے ہیں، میں آپ سے requestکروں گا کہ :.Order in the House should be restored

جناب چیئرمین: جی، آپ فرمائیں۔Order in the House

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! جس طریقے سے صحت کے معاملات اس صوبے میں چلائے جا رہے ہیں کبھی personal whimsپر عوام کی صحت کا بیڑہ غرق کیا جاتا ہے کبھی Basic Health Unitsکو ادویات دینے کا اعلان ہوتا ہے کبھی Rural Health Centresکو upgradeکرنے کی بات کی جاتی ہے لیکن پھر اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔Basic Health Unitsکی صورت میں پورے پنجاب کے اندر facilitiesکا جو ایک networkپایا جاتا ہے اس کو redundantکر کے رکھ دیا گیا ہے۔ وہاں پر ڈاکٹر موجود نہیں ہیں، ادویات موجود نہیں ہیں اور تو اور جنرل ہسپتال، سروسز ہسپتال اور میو ہسپتال کے اندر اگر کہیں terrorismہوتا ہے تو جناب چیف منسٹر صاحب اس ہسپتال سے ملحقہ ایم ایس کو فوری طور پر suspendکر دیتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہسپتالوں کے اندر بستروں کی تعداد کو بڑھایا جائے اور It's betterکہ اگر beds availableنہیں ہیں تو ایک ہی bedپر دو مریضوں کو رکھ لیا جائے ۔ کسی بھی ایم ایس کو اس کا شوق نہیں ہوتا لیکن اگر bedsہی availableنہ ہوں تو بجائے اس کے کہ مریض سڑک پر رلتا رہے اگر کسی دو مریضوں کو ایک bedپر رکھا جاتا ہے بجائے اس کے کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے، چیف منسٹر صاحب کسی ہسپتال کا visitکرتے ہیں تو دو چار ڈاکٹروں کو sacrificeکر دیا جاتا ہے کبھی موبائل ہسپتالوں کی صورت میں کروڑوں روپے کے vehiclesخریدے جاتے ہیں، اس کے اندر لیبارٹریاں خریدی جاتی ہیں اور پھر پتا چلتا ہے کہ ایک ہسپتال جو کہ ایک گاڑی پر سوار تھا اس کا ٹائر پنکچر ہو گیا ہے جس کی وجہ سے کسی کو facilitiesنہیں مل سکیں۔ ڈاکٹر اپنی جگہوں پر نہیں پہنچ پا رہے۔ اربوں روپے خرچ کر کے جو Mobile Health Unitsخریدی گئی تھیں وہ اس وقت یا تو ورکشاپس میں پڑی ہوئی ہیں اور ان کی کوئی useful utilityنہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ صاحب صرف اشتہارات میں آتے ہیں کبھی کسی گاڑی کا افتتاح کر رہے ہوتے ہیں چاہے وہ موبائل ہسپتال کی گاڑی ہو، پیلی ٹیکسی ہو اسے صرف فوٹو کھنچوانے کا شوق ہے یا کسی بھی ہسپتال کے ایم ایس کو suspendکرنے کا شوق ہے۔ اس سے good governanceنہیں آتی بلکہ اس سے harassmentپیدا ہوتی ہے اور اسی harassmentکا ہی نتیجہ ہے کہ پی آئی سی

میں اتنی زیادہ اموات ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ چونکہ لاہور ایک media city ہے۔یہاں پر چیزیں report ہو جاتی ہیں۔Unfortunate ایسے علاقے جو کہ media city نہیں ہیں جہاں پر media اتنا vibrate نہیں ہے وہاں بھی اس قسم کی بہت ساری اموات ہو جاتی ہیں لیکن وہ report نہیں ہوتیں۔ یہاں پر ایک ایسے سیکرٹری کو بھی مسلط کیا جاتا ہے جو ڈاکٹروں سے گریڈ، سروس اور تعلیم میں بھی جونیئر ہوتا ہے اور وہ وہاں پر harassment create کرتا ہے۔اس harassment کے نتیجے میں جو فیصلے کئے جاتے ہیں definitely ان کا نتیجہ یا تو Dengue Fever کی صورت میں نکلتا ہے یا پی آئی سی اور باقی ہسپتالوں کے اندر جعلی ادویات کی صورت میں نکلتا ہے ۔ ہم جو کسی کو reference کے طور پر [*****] symbolically کہتے ہیں تو اس لئے نہیں کہتے کہ انہوں نے کسی کو shoot کیا ہے وہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی bad governance کی وجہ سے، وہ جو harassment create کرتے ہیں، وہ جو mismanagement کرتے ہیں، وہ جو ڈاکٹروں کے اندر panic create کرتے ہیں ان کی وجہ سے جو اموات ہوتی ہیں، وہاں پر جو تمام ہلاکتیں ہوئی ہیں، جو لوگ جاں بحق ہوئے ہیں وہ ان کے ذمہ دار ہیں اور اسی لئے ہم ان کو [*****] بولتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ابھی کہا گیا کہ شاید مچھر بھی سازش کرتے ہیں اور انہوں نے فیڈرل گورنمنٹ سے مل کر حکومت پنجاب کے خلاف سازش کی ہے۔کیا ہم نے مچھروں سے یہ سازش کی تھی کہ ان کے اوپر مٹی کے تیل کا سپرے کیا جائے؟ کیا مچھروں سے ہم نے سازش کی تھی ہم آپ پر پانی کا سپرے کریں گے اور آپ کا لاروا اور further production رک نہیں سکے گی۔یہ نااہل گورنمنٹ ہے and being headed by نااہل چیف منسٹر اسے فوری طور پر resign کرنا چاہئے۔ابھی بھی کہا گیا کہ کراچی کی ایک لیب سے drugs آئی ہیں۔شاید چیف منسٹر صاحب یہ کہتے ہوئے بھول گئے کہ جو بھی drugs خریدی جاتی ہیں ان کا Drugs Testing Labs سے ٹیسٹ ہوتا ہے، اگر وہ fit for human use ہوں تب ان کا work order دیا جاتا ہے۔پچھلے دنوں ایک نجی ٹیلی ویژن نے دکھایا اور آپ کے پاس بھی ریکارڈ موجود ہو گا اگر آپ کے پاس نہیں تو ہم آپ کو پیش کر دیتے ہیں کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی جو آڈٹ رپورٹ آئی ہے اس میں drugs purchase کے اندر جتنی بدعنوانیاں حکومت پنجاب نے کی ہیں شاید کسی اور صوبے میں نہیں ہوئیں ۔ جو بھی drugs خریدی جاتی ہیں

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 885 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ان کا Labs میں drug test ہوتا ہے اور میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ جو Audit Authorities ان کا آڈٹ کرتی ہیں وہاں صرف sample test ہوتے ہیں، وہ صرف 10 فیصد آڈٹ ہوتا ہے اور اگر 10 فیصد audit میں کروڑوں روپے کے گھپلے ادویات کی خریداری میں آرہے ہیں اور اگر ان کا سو فیصد آڈٹ ہو تو اس harassment create جو good governance والی حکومت ، جو harassment create کرنے والی گورنمنٹ ہے ، جو bad governance والی گورنمنٹ ہے اس کے صرف ادویات کی مد میں گھپلے billions of rupees میں جاتے ہیں۔ یہ اشتہاری گورنمنٹ ہے، اشتہارات کے ذریعے اخبارات کو blackmail کیا جاتا ہے، جرنلزم کو اشتہارات کے ذریعے کنٹرول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ، یہاں صرف PIC میں نہیں بلکہ ملتان میں drugs خریدی گئی ہیں اور جب ان کو Audit Authorities نے point out کیا کہ ان کا drugs test نہیں ہوا، Drug Testing Labs میں ان samples کو test نہیں کیا گیا تو ان کا یہ جواب آیا کہ ہم نے یہ drug خرید لی تھیں، ہم نے انہیں human پر استعمال کیا ہے اور since there is no casualty اس لئے اس پیرا کو settle کیا جائے۔ اگر آپ بغیر drug test کئے ہوئے اس طرح کی ادویات خریدیں گے اور پھر الزام بھی وفاقی حکومت پر لگائیں گے تو جس طرح پہلے آپ کو ڈینگی اعلیٰ اور [*****] کے خوبصورت لفظ سے attribute کیا گیا ہے اس سے آپ اس وقت تک نہیں بچ سکیں گے۔ یہ اشتہاری گورنمنٹ ہے اور آپ نے اشتہارات میں گورنمنٹ کرنی ہے، جب کبھی اس ملک میں صحت کا crisis آتا ہے ، ڈینگی کا crisis ہے تو آپ Bonn چلے جاتے ہیں، Berlin چلے جاتے ہیں یا لندن چلے جاتے ہیں، شاید وہاں پر جو جائیدادیں خریدی ہیں ان کو look after کرنے جاتے ہیں اور شاید اگلا الیکشن بھی ادھر سے ہی لڑنے کا ارادہ ہے۔

جناب چیئرمین! اس طرح کے حالات میں ہم یہ سمجھتے ہیں، اپوزیشن پوری دیانتداری سے یہ سمجھتی ہے اور یہاں کی سول سوسائٹی پوری دیانتداری سے یہ سمجھتی ہے کہ ان تمام ترہلاکتوں کے ذمہ دار کوئی اور نہیں بلکہ صرف وزیراعلیٰ پنجاب ہیں جو وزیر صحت بھی ہیں۔ ہم اپوزیشن کی طرف سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وزیراعلیٰ نہیں بلکہ وزیر صحت کو اس چیز کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے وزیراعلیٰ پنجاب اسے فوری طور پر denotify کریں اور اسے وزارت سے برطرف کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

---

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 885 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب چیئرمین! ہمارے معزز ساتھی میر شاہ نواز مری صاحب وزیر سپورٹس بلوچستان گیلری میں تشریف فرما ہیں، میں اس ایوان کی طرف سے ان کو welcome کہتا ہوں اور انہیں آٹھ کروڑ عوام کی طرف سے بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب سپیکر! میں یہاں آنے پر House کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ہم انہیں welcome بھی کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! میں بھی آپ اور قائد حزب اختلاف کے جذبات اور احساسات کو endorse کرتا ہوں اور میر شاہ نواز مری صاحب جو بلوچستان کے سپورٹس منسٹر ہیں انہیں یہاں House میں آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں ایک منٹ میں conclude کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! ہوتا کیا ہے؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہاں پر Immature bureaucrats کو protect کرنے کا شوق کہاں سے پالا گیا ہے؟ اور وہ پبلک سرونٹس جو وزیر اعلیٰ کے personal servant کے طور پر کام کرتے ہیں شاہ سے بڑھ کر شاہ پرست ہیں۔ ابھی وزیر صحت کو تو denotify نہیں کیا گیا تھا لیکن سیکرٹری ہیلتھ کو معطل کیا گیا۔ یہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے کہ آپ papers میں اسے معطل کرتے ہیں لیکن verbally اسے continue کرنے کا کہتے ہیں۔ ہمیں سیکرٹری ہیلتھ سے کوئی ذاتی عناد نہیں ہے لیکن آپ کی good governance یہ ہے کہ آپ otherwise سیکرٹری کو معطل کرتے ہیں اور verbally کہتے ہیں کہ you will continue your duty اسے چھٹی کا بولتے ہیں اور گھر پر بیٹھ کر کام کرنے کا کہتے ہیں لیکن Papers میں دیتے ہیں کہ اسے معطل کر دیا گیا ہے۔ ہلاکتیں پی آئی سی میں ہوتی ہیں لیکن آپ پروفیسر فیصل کو سروسز ہسپتال میں معطل کر دیتے ہیں اور اس کا قصور کیا ہے؟ اس کا قصور صرف یہ ہے کہ اس نے کہا ہے کہ میرے علم کے مطابق جو لوگ جاں بحق ہوئے ہیں ان کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے جتنا آپ پریس کے اندر بتا رہے ہیں۔ آج آدھے صفحے کا اشتہار ایکسپریس اور باقی اخبارات میں دیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کراچی کی ایک لیب کی وجہ سے، آئسوٹیب کی وجہ سے یہ ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ آئسو ٹیب کراچی میں بنے، لاہور میں بنے، حیات آباد میں بنے یا کوئٹہ میں بنے اس کی purchase حکومت

پنجاب نے کی ہے،اس لئے یہ اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے اور جس طرح میں نے کہا ہے کہ پہلے اس کا Drugs Testing Lab میں test ہونا چاہئے تھا۔اگر یہ formalities پوری نہیں کی گئیں، اگر ڈاکٹروں کو harass کیا گیا ہے، ڈاکٹروں پر pressure رکھا جا رہا ہے،ان کو peaceful environment میں کام نہیں کرنے دیا جارہا تو اس کے ذمہ دار صرف اور صرف اس صوبے کے [***] ہیں، ان کی غفلت کی وجہ سے یہ ہلاکتیں ہو رہی ہیں اور لوگ شہید ہو رہے ہیں اس وجہ سے ہم انہیں [***] کہتے رہیں گے اور یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر Chief Ministry سے resign کریں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میرے معزز ممبر نے جو [***] کا لفظ کہا ہے مہربانی فرما کر اسے کارروائی سے حذف کرایا جائے۔یہ اچھی بات نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شہادتیں سو سے زیادہ ہوئی ہیں میں سو سے زیادہ بار کہوں گا۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرائیں۔

جناب چیئرمین: جی، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیں۔رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں قائد حزب اختلاف، قائد ایوان، سپیکر صاحب اور تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس burning اور اہم issue پر آج آپ نے گفتگو کا موقع دیا اور اس کے لئے وقت مقرر کیا۔ پچھلے مہینے کے وسط میں یہ ایک افسوسناک واقعہ ایک shock اور surprise کی طرح نہ صرف پورے پنجاب بلکہ پورے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے گیا پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے گیا اور آج media پر، اخباروں میں، international media پر اس کی وجہ سے پاکستان ایک negative impression میں آ گیا۔اس کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ پاکستان کی pharmaceutical exports جو کہ 400 million dollars کو touch کر گئی تھیں آج دنیا کے کئی ممالک نے پاکستان سے ادویات کی درآمد کو ban کر دیا ہے۔

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! اس المناک سانحہ میں جہاں ایک سو سے زیادہ لوگوں نے اپنی جانیں گنوا دی ہیں وہاں میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی حلقوں نے اس پر جو بحث کی ہے اس کے نتیجے میں ہماری پوری قوم ایک shock syndrome میں چلی گئی کہ کیا پاکستان جو کہ ایک ایٹمی طاقت ہے وہ اتنا نااہل ملک ہے کہ وہاں ادویات پر بھی کوئی control نہیں ہے۔ میں یہاں پر خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ کسی ego اور انا کا مسئلہ بنائے بغیر انہوں نے ان تمام ادویات کو جن کے بارے میں شک تھا کہ ان کی وجہ سے اموات واقع ہو رہی ہیں دنیا کے چار پانچ ممالک میں testing کے لئے بھیج دیا تاکہ حقیقت عوام کے سامنے آ سکے۔ پاکستان کی pharmaceutical industry پر دنیا میں جو عدم تحفظ پایا جاتا ہے اور جس کی وجہ سے پاکستان کی exports کو نقصان پہنچے گا وہ تمام معاملات کھل کر دنیا کے سامنے آ جائیں کیونکہ بدنیتی اور غلطی میں بہت بڑا فرق ہوا کرتا ہے۔ غلطیاں ہر جگہ ہوتی ہیں، mistakes industries میں بھی ہوتی ہیں، سیاست دانوں سے بھی ہوتی ہیں اور انتظامیہ سے بھی ہو سکتی ہیں لیکن بدنیتی، ڈاکا مارنا، چوری کرنا، مال کو لوٹنا ایسے اعمال ہیں کہ جن کی معافی کبھی ملا نہیں کرتی۔ چند ہفتوں کے بعد جب یہ reports and results ہمارے سامنے آ گئے تو خادم اعلیٰ کا دامن بالکل صاف نکلا۔ ایک international laboratory نے ثابت کر دیا کہ ایک دوائی Isotab-20 کے batch کے اندر مضر صحت عنصر ہے اور جس انڈسٹری میں یہ دوائی تیار کی گئی اس کی غفلت اور غلطی کی وجہ سے یہ اموات واقع ہوئی ہیں۔ اس معاملے کی ابھی تحقیق ہو رہی ہے اس لئے میں اس پر کوئی حتمی رائے نہیں دوں گا لیکن یہ جو کچھ بھی ہوا ایک دوا کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہم سب کی اجتماعی بدقسمتی ہے کہ پاکستان کے اندر ایک بھی ایسی لیبارٹری نہیں کہ جو یہ دوائی test کر سکتی ہو۔ آج باسٹھ، تریسٹھ سال گزرنے کے باوجود اس ملک میں کراچی سے لے کر خیبر تک ایک بھی ایسی لیبارٹری موجود نہیں جو اس دوا کو test کر سکتی ہو۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں موجود Laboratories نے اس دوا کے صحیح ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کیا جبکہ international Laboratories نے اس دوائی کے بارے میں نشاندہی کر دی ہے کہ یہ مضر صحت ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! اس وقت صحت اور پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر بحث ہو رہی ہے لیکن محکمہ کی طرف سے کوئی بھی آفیسر گیلری میں موجود

نہیں۔وزیر اعلیٰ صاحب اس بحث کو conclude کرنے کے لئے تشریف لائیں گے تو ان کو کون brief کرے گا؟ اس وقت ایوان میں پارلیمانی سیکرٹری صحت اور نہ ہی وزیر صحت موجود ہیں۔اسی طرح آفیسرز گیلری میں سیکرٹری محکمہ صحت یا ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ موجود نہیں یعنی ان چاروں میں سے کوئی بھی اس وقت موجود نہیں ہے۔کیا ہم بھینس کے آگے بین بجا رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: آپ کی ساری باتیں نوٹ کی جا رہی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! میں اپنے بھائی میجر ذوالفقار گوندل صاحب کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ آج یہاں پر دونوں اطراف سے جو بھی باتیں کی جائیں گی ان کا ایک ایک لفظ وزیر اعلیٰ تک پہنچایا جائے گا کیونکہ میں نے سپیکر صاحب کے چیمبر میں یہ commitment دی ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک لفظ وزیر اعلیٰ صاحب تک پہنچے گا اور آپ سب اس بات کا یقین رکھیں کہ یہاں پر جو باتیں بھی answerable کی جائیں گی ان سب کا وہ جواب دیں گے۔انشاء اللہ تعالیٰ کوئی issue نہیں رہے گا وہ سب کا جواب دیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! رانا صاحب کی بات ٹھیک ہے، وہ درست فرما رہے ہیں اور ہمیں ان کی بڑی عزت ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ Rules of Procedure کے تحت اس وقت محکمہ کے سربراہ یعنی سیکرٹری صحت کو آفیسرز گیلری میں موجود ہونا چاہئے۔اس وقت یہاں پر وزیر صحت اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں۔اسی طرح جن لوگوں نے پالیسی بنانی ہے یا محکمہ کو head کرنا ہے وہ بھی گیلری میں موجود نہیں ہیں۔میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ فوری طور پر سیکرٹری صحت کو یہاں پر طلب کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! جب یہ بات سپیکر صاحب کے چیمبر میں طے ہوئی تو میں نے اسی وقت اپنے آفس سے کہا ہے کہ ڈاکٹر سعید الٰہی کا پتا کریں اور ان کو بلوائیں۔اسی طرح سیکرٹری صحت کو بھی فون کرایا ہے۔اس وقت ایڈیشنل سیکرٹری صحت آفیسرز گیلری میں موجود ہیں۔یہ بحث Monday تک جاری ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ Monday کو تینوں صاحبان یہاں پر موجود ہوں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔جی، رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی ذات کو بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ میں ان کو اس بات پر خراج تحسین پیش کرتا کہ انہوں نے اس معاملے کو probe کرنے کے لئے خود ایک Judicial Commission بنانے کی درخواست کی تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ وہ قاتل اعلیٰ ہیں یا خادم اعلیٰ اس کا فیصلہ عدلیہ کر دے۔ وزیر اعلیٰ کی طرف سے اتنا کچھ کرنے کے باوجود ان کی ذات پر جو تنقید کی جا رہی ہے یہ کسی منصوبہ کے تحت ان کو frustrate کرنے کے لئے کی جا رہی ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جس کو اللہ تعالیٰ عزت دے انہیں اس قسم کے allegations سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو اس چیز پر بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ تمام تنقید کا مقابلہ کیا اور کسی بھی تنقید کوئی negative remarks pass نہیں کئے اور آج وقت نے ثابت کر دیا ان کا کوئی قصور نہیں تھا۔ یہ ایک accident ہے اور یہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ ہم اس accident کو کیسے روک سکتے ہیں ؟ اس پر ہمیں research کرنی چاہئے تاکہ آئندہ ایسے واقعات پیش نہ آئیں۔ ہم سب کو مل بیٹھ کر اس پر سوچنا چاہئے۔ آپ سب کو مشورے دیں کہ حکومت پنجاب کو کیا steps لینے چاہئیں ؟ یہاں میرے ایک فاضل دوست نے بہت سی health services پر تنقید کی ہے۔ ہم نے اس House میں محکمہ صحت کا بجٹ پاس کیا۔ بحث تو اس چیز پر ہونی چاہئے کہ آج سات مہینے گزرنے کے بعد ہماری کیا progress ہے، نشاندہی ہونی چاہئے کہ حکومت کہاں غفلت کر رہی ہے ؟

جناب چیئرمین! میں اپنے شہر کے حوالے سے خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے سات مہینوں کے اندر فیصل آباد میں الحمد للہ ایک کارڈیالوجی کا انسٹیٹیوٹ کھلا جس میں ہر مہینے پینسٹھ کے قریب open heart surgeries ہو رہی ہیں۔ روزانہ تقریباً 900 کے قریب مریضوں کی medical treatment ہو رہی ہے۔ جب میں وہاں پر مریضوں کا جم غفیر دیکھتا ہوں تو حیرت زدہ ہو جاتا ہوں کہ یہ مریض پہلے کہاں جایا کرتے تھے ؟ وہاں پر تقریباً 200 لوگ free dialysis کی سہولت سے مستفید ہو رہے ہیں۔ آپ الائیڈ ہسپتال کی ایمرجنسی میں چلے جائیں تو آپ کو دو سو بستر full نظر آئیں گے جہاں پر ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف ان کو مفت ادویات اور treatment دے رہے ہوں گے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کے بارے میں کہا گیا کہ وہ harassment کرتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں ہر شعبے میں improvement کی گنجائش ہے۔ جب تک آپ سختی سے پیش نہیں آئیں گے تو اس وقت تک ان محکموں کو ٹھیک نہیں کیا جا سکتا۔ وزیر اعلیٰ نے کچھ لوگوں کو

suspend کیا، ان کی غفلت کی نشاندہی کی گئی اور اگر آج وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ لوگ بے قصور تھے تو میں وزیر صحت، وزیر اعلیٰ سے درخواست کروں گا کہ ان کو باعزت طریقے سے بحال کیا جائے۔

جناب چیئرمین! یہاں Mobile Hospitals کی بات ہوئی کہ وہ puncture ہو گئے۔ ہم ان غیر ذمہ دارانہ بیانات کے ساتھ اپنے ملک کو discredit کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ Mobile Hospitals جنوبی پنجاب کے دور دراز علاقوں کے لئے خریدے گئے جو اُن علاقوں میں جاکر لوگوں کو اُن کی دہلیز پر provide services کر رہے ہیں۔ آپ وہاں پر جاکر دیکھیں کہ وہ Mobile Hospitals واقعی پنکچر کھڑے ہیں۔ اُن کی تقلید کرتے ہوئے گزشتہ ہفتے فیصل آباد میں ایک این جی او نے چھوٹے چھوٹے Mobile Hospitals لیور سنٹرز کو donate کئے ہیں تاکہ دور دراز کے علاقوں میں لیور کے علاج معالجہ کی سہولت بہم پہنچائی جا سکے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: اس وقت House میں ایک منسٹر بھی موجود نہیں ہے تو اس بحث کا کون نوٹس لے رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! لاء منسٹر صاحب مجھے بتا کر گئے ہیں کہ میں پانچ منٹ میں آ رہا ہوں اور میں بحیثیت پارلیمانی سیکرٹری رانا محمد افضل خان صاحب کی تقریر کے سارے پوائنٹس نوٹ کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! پارلیمانی سیکرٹری پوائنٹس نوٹ کر رہے ہیں اور لاء منسٹر صاحب بھی House میں آ گئے ہیں۔ جی، رانا افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! بدقسمتی کے ساتھ پنجاب دو بڑی مشکلات سے گزرا ہے، ایک ڈینگی کا اور دوسرا پی آئی سی کے مریضوں کی دوائیوں کے سبب ہلاکتوں کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج عوام اس چیز کے معترف ہیں کہ ڈینگی جیسی بڑی آفت کا کس خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا گیا۔ آج پنجاب کی حکومت نے دو سو لوگوں کو باہر ملکوں سے ڈینگی کے حوالے سے تربیت دلائی ہے اور اب ہم اس مرض کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے سے بہت بہتر طریقے سے تیار ہیں۔ میں یہاں پر ایک آخری بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ میرے حلقہ کی بھی ایک خاتون آئسوٹیب دوائی کھانے کی وجہ سے فوت ہو گئی تو اُس کے خاندان کی compensation کا 5 لاکھ روپے کا چیک کل فیصل آباد پہنچ گیا۔ میں چیف منسٹر پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ کسی کی زندگی کی compensation تو نہیں دی جا سکتی لیکن انہوں نے جو symbolic gesture کیا اور اُن لوگوں کو جو compensation دی جو فوری طور پر

deliver ہونا شروع ہو گئی ہے میں اس پر چیف منسٹر پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ وہ خادم اعلیٰ ہیں اور وہ غریبوں و مظلوموں کا جو درد رکھتے ہیں میں نے آج تک کسی چیف منسٹر کے اندر یہ جذبہ نہیں دیکھا۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! پاکستان کی آبادی کا 63 فیصد پر مشتمل پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے۔ میں اس صوبہ کی ممبر ہوں تو مجھے اس صوبہ کی مظلوم عوام پر ترس کھاتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ یہ لاوارث صوبہ ہے۔ اس صوبہ کا چیف ایگزیکٹو جو اپنے آپ کو خادم اعلیٰ کہہ رہے ہیں، یہاں پر ابھی میرے بھائی نے کہا تھا کہ اُنہیں گیارہ دفعہ [***] کہا گیا اگر اُن کو گیارہ ہزار مرتبہ بھی [***] کہا جائے تو وہ کم ہے کیونکہ چوتھا پارلیمانی سال ختم ہونے کو ہے لیکن ابھی تک کسی کو وزیر صحت نہیں بنایا گیا۔ وہ اپنے آپ کو اتنا competent سمجھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہیلتھ اتنی اہم وزارت ہے جو میرے پاس رہنی چاہئے۔ گو انہوں نے مانا کہ ہیلتھ اتنی اہم وزارت ہے تو آج تک ہیلتھ کا وزیر بنانا وہ پسند نہیں کر سکے۔ ہمیشہ پارٹی کو ٹیم کے ساتھ چلایا جاتا ہے، میں سمجھتی ہوں کہ خادم اعلیٰ جو آج کل [***] ہیں اُن کے پاس ٹیم کا فقدان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنگلی کے اشارے سے ملی بھگت کر کے سیکرٹری صحت کو تبدیل کر کے دوسرے بندے کو اُس کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔ یہ اضافی چارج منسٹرز کو بھی دیئے جا رہے ہیں، اضافی چارج سیکرٹریوں کو بھی دیئے جا رہے ہیں تو کیا یہ good governance ہوتی ہے؟ مجھے تقریریں کرنی نہیں آتی ہیں میں آپ کو صرف چیدہ چیدہ پوائنٹس بتانا چاہتی ہوں کہ اٹھارہ وزارتیں اپنے ہاتھ میں رکھنے والا وزیر اعلیٰ آج House میں آکر جواب دے، آج ہم اُن کو کیوں wanted وزیر اعلیٰ کہہ رہے ہیں، آج ہم کیوں کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ یہاں House میں آئیں گے نہیں تو آپ چیف منسٹر رہیں گے بھی نہیں؟ یہ بات اُن کے نوٹس میں ہونی چاہئے کہ اُن کو منتخب کیا گیا ہے۔ وہ 1999 میں جو دربار چھوڑ کر گئے تھے اب یہ دربار نہیں ہے۔ یہاں پر ان کو آنا پڑے گا اور اُن کو ان ہلاکتوں کا جواب دینا پڑے گا۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ابھی میرے بھائی نے موبائل ہاسپٹلز کی بات کی تھی اُس موبائل ہاسپٹل میں اتنی مہنگی equipments لگائی گئی ہیں کہ اگر اس میں خرابی ہو جائے تو وہ موبائل ہاسپٹل

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 896 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کھڑا ہو گیا۔ میں نے یہاں پر ہونے والی ایک بات کا جواب دیا ہے، اس طرح کی ہزاروں باتیں ہیں اور ہیلتھ کے اوپر بہت سے پوائنٹس ہیں۔ان کے بقول پرانی حکومت بڑی بُری تھی تو یہ بڑی اچھی حکومت چلا رہے ہیں۔1976 میں جو ڈرگ اتھارٹی ایکٹ بنا تھا کیا انہوں نے پچھلے چار سال کے دوران اُس میں کوئی ترمیم کی ہے؟ بالکل نہیں۔ یہ صرف اپنے جاتی عُمرہ محلوں کی طرف جانے والی سڑکیں اور پُل بنانے میں مصروف ہیں۔ان کو پتا ہے کہ ہیلتھ کتنی اہم ہے لیکن اس کے باوجود یہ کسی بل میں کوئی ترمیم نہیں کر سکتے۔ ہم ایک دوسرے کے اوپر کب تک الزام تراشیاں کرتے رہیں گے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کی غلطی ہے، فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں یہ نہیں دیا، فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں وہ نہیں دیا۔ آپ اپنے آپ کو خادم اعلیٰ کہتے ہیں تو آپ نے ابھی تک فیڈرل گورنمنٹ سے وہ اختیار کیوں نہیں لیا کہ آپ نے ہیلتھ میں یہ چیز add نہیں کی اور آٹھویں ترمیم کے بعد ان کے پاس یہ ایک بہانہ ہے۔ مجھے پتا ہے کہ اب تک آپ کے پاس میرے لئے بوٹی آ چکی ہو گی لیکن میری زبان کو کوئی نہیں روک سکتا۔ وزیراعلیٰ[***] ہیں، اُس[***] کو اس House میں آنا ہو گا، جوابدہ ہونا ہو گا۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: محترمہ! میری بات سُنیں۔ بسراء صاحب! Floor محترمہ کے پاس ہے آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں نے ایک بات کرنی ہے اس لئے مجھے بولنے کا موقع دیں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔ یہ خاتون چیف منسٹر کی ذاتیات پر بات نہ کرے اور اس کے علاوہ جو مرضی بات کرے۔ میں مانتا ہوں کہ یہ خاتون بہت vocal بنتی ہیں تو یہ آج اس چیف منسٹر کے ساتھ اپنے اختلاف کی وجہ بھی بتائیں، نہیں تو میں بتاتا ہوں کہ کیا وجہ ہے۔ اگر یہ آج چیف منسٹر کی ذاتیات کے حوالہ سے بات کریں گی تو پھر میں بھی بتاؤں گا کہ چیف منسٹر سے ان کا مسئلہ کیا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ تجاویز دیں، جو ہوا ہے اس کے بارے میں بات کریں۔ آپ بار بار ایک ہی بات کر رہی ہیں۔ آپ نے جتنے الفاظ وزیراعلیٰ کے بارے میں کہے

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 896 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہیں میں یہ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔آپ اپنی بات کریں اور تجاویز دیں تاکہ صوبہ اور ملک کی بہتری ہو۔House کی کارروائی کے لئے دس منٹ کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے دوبارہ بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اس لئے تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کر رہی ہوں کہ میں لوٹا اعظم کی House کے اندر detail بتا سکوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! اب میں ضرور بات کروں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! میں اب جواب دینا چاہتی ہوں۔اس لوٹے کی اوقات بتانا چاہتی ہوں۔آپ میرا مائیک بند نہیں کریں گے آپ نے مجھے اجازت دی ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو اس[***] کی اوقات بتانا چاہتی ہوں۔یہ میاں محمد شہباز شریف کی[***] کرتا ہے۔یہ[***] ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: یہ اچھی بات نہیں ہے۔آپ نے جو الفاظ کہے ہیں میں وہ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ایسے نہیں چلے گا۔اس طرح میں آپ کو time نہیں دوں گا۔اگر آپ نے ایسے ہی کرنا ہے تو میں آپ کو time نہیں دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! مجھے بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: اگر آپ topic سے ہٹیں گی تو پھر میں آپ کو time نہیں دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! انہوں نے میرا دھیان change کرنے کے لئے ایسا کیا، صرف دھیان change کیا گیا کیونکہ میں بتا رہی تھی۔انہوں نے کہا کہ مجھے وزیر اعلیٰ صاحب سے کیا اختلاف ہے وہ میں بتا دیتی ہوں۔یہ ضرور اس مقدس House میں بتائیں کہ میرا کیا اختلاف ہے؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب چیئرمین! انہوں نے permit لینے تھے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! مجھے بات کرنے دیں۔یہاں پر جو اموات ہوئیں ہیں ہم ان کا ذکر کر رہے ہیں اور یہ اموات سے دھیان ہٹانے کے لئے چاپلوسیاں کر رہے ہیں۔یہ چاپلوسی کا time

---

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 896 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

نہیں ہے۔ میرے پاس بہت سی باتیں ہیں جو میں کر سکتی ہوں لیکن میں اپنی تقریر کا دھیان نہیں بدلنا چاہتی۔ پانچ پانچ لاکھ روپے کی جو بولی انسانی جان کی لگائی گئی ہے کیا یہ اخلاقی طور پر صحیح ہے کہ مر جاؤ اور پانچ لاکھ لے جاؤ، مرو اور پانچ لاکھ لو۔ کیا ان میں اتنی جرأت ہے کہ یہ استعفیٰ دے دیں بجائے اس کے کہ یہ انسانی جان کی پانچ لاکھ روپے بولی لگائیں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ انجم صفدر: جناب چیئرمین! یہ یہاں جرأت کریں اور بتائیں کہ انہوں نے کس چیز کا permit لینا تھا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! انسانی جان کی جو پانچ پانچ لاکھ روپے کی بولی لگائی گئی ہے وہ چیک بھی bounce ہو رہے ہیں۔ آپ اخبارات کی سرخیاں دیکھیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! ان کو بٹھائیں۔ یہ کیا طریق کار ہے؟

جناب چیئرمین: آپ سب تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! یہ صرف دھیان change کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔ میں ایسی عورت ہوں کہ میں سچ بولتی ہوں اور میرے الفاظ برے لگتے ہیں کیونکہ میں پنجاب کی حقیقت بتا رہی ہوں کہ ہیلتھ کی وجہ سے پنجاب کا ستیاناس اور بیڑہ غرق ہو چکا ہے۔ دھیان change کرنے کے لئے اس لوٹا اعظم کو کھڑا کیا گیا ہے۔ اس نے میری speech خراب کرائی ہے کیونکہ اس کی عادت ہے جب گورنر راج لگا تھا تو یہ لوٹا پرویز الٰہی کے تلوے چاٹ رہا تھا آج پھر واپس (ن) لیگ کے تلوے چاٹنے آ گیا ہے۔ مجھے اس لوٹے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ یہ character assassination کرے کیونکہ اس کا فرض ہے اور یہ اس کے فرائض میں شامل ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو مجھ سے کوئی problem نہیں بلکہ اس [***] کو مجھ سے problem ہے۔ میں وزیر اعلیٰ کو تو criticize کر رہی ہوں کہ وہ [***] ہیں۔ ان کو مجھ سے problem نہیں ہے problem اس لوٹے کو ہے۔ اس [***] کو مجھ سے اختلاف ہے کیونکہ یہ اپنی گاڑیوں کی پنجاب حکومت کے ساتھ [***] کرتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! [**********]

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! پنجاب حکومت کے ساتھ یہ جو کام کر رہے ہیں۔

---

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 896 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: آپ میری بات سنیں۔آپ topic سے ہٹ رہی ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔جی، محترمہ آمنہ الفت!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔ میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ ان کے بعد بات کر لیجئے گا۔ میں ان کے بعد آپ کو time دوں گا۔ محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہاں ایک انتہائی اہم issue پر بات ہو رہی تھی۔یہاں ہر ایک کو اختیار حاصل ہے کہ وہ بحث میں حصہ لیتے ہوئے اپنی بات کر سکتا ہے۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! [******]

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! یہ بات نہیں کر سکتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! اب یہ کہتے ہیں کہ بولنے نہیں دینا۔ان کی کیا جرأت ہے کہ مجھے بولنے نہ دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! House کو in order کریں تاکہ میری بات ہو سکے۔ یہ طریقہ غلط ہے۔ میں اپنی بات کرنا چاہتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹا لوٹا" کی نعرہ بازی)

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! [*********]

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹا لوٹا" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین: میں نے آمنہ الفت صاحبہ کو time دیا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! اس طرح حقائق کو چھپایا نہیں جا سکتا۔اس طرح شور و غوغا میں بات کو دفن نہیں کیا جا سکتا جو غلطی اور کوتاہی پنجاب حکومت نے کی ہے اس کا خمیازہ اسے بھگتنا ہو گا۔اس طریقے سے اُس طرف کے لوگوں کا کھڑے ہو کر بات کرنے سے روکنے کی کوشش کرنے سے معاملات حل نہیں ہوں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین! آپ House کو in order کریں۔

---

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 896 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئر مین: میں نے آمنہ الفت صاحبہ کو time دیا ہے۔ ان کے بعد شیخ صاحب بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں نہیں۔ میں نے صرف ایک بات کرنی ہے۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹا لوٹا" کی نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین کی طرف سے "ہانڈی ہانڈی" کی نعرہ بازی)

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئر مین! House کو in order کریں۔ (قطع کلامیاں)

آپ لوٹوں کو بٹھائیں اور ہمیں بات کرنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین: آپ سب تشریف رکھیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئر مین! ہماری باتوں کو روکنے کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: شیخ صاحب! میں ان کے بعد آپ کو time دوں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئر مین! یہ اپنی باری پر بات کریں۔ یہ ہمارا right ہے جب ہمیں وقت ملتا ہے تو ہم جو مرضی ہو وہ بات کر سکتے ہیں۔ آپ اعتراض کریں یہاں کسی کو right نہیں ہے کہ وہ کسی معزز ممبر پر اعتراض کرے۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئر مین! House کو in order کریں۔ مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب چیئر مین: پلیز، ایسا نہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئر مین! اِدھر سے جو ہائے ہائے کی جا رہی ہے تو کیا یہ ماتم خانہ ہے؟ ان شہادتوں پر کہ جو لوگ دوائی کھا کر مر گئے۔ کیا یہ ان پر ماتم کر رہی ہیں؟ [*********]

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ topic پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئر مین! اس آواز کو دبایا نہ جائے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

* بحکم جناب چیئر مین صفحہ نمبر 896 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں یہ request کروں گا کہ یہاں پر جتنے ممبران ہیں وہ اپنی اپنی حیثیت سے سب honourable ہیں لیکن شیخ صاحب کی عمر، ان کا status اور ان کی اپنی عزت اس چیز کا تقاضا کرتی ہے کہ انہوں نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ مجھے ادا کرتے ہوئے شرم آ رہی ہے۔ یہ خود ان کو واپس لے لیں یا آپ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیں۔

جناب چیئرمین: میں تمام قابل اعتراض الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں تمام ممبران سے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اب آپ بس کریں۔ جب آپ کی باری آئے گی تو بات کر لیجئے گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! یہ دوائیوں کی بات ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: مجھے پہلے بات کرنے دیجئے کیونکہ میں نے بھی وہی بات کرنی ہے جو بسراء صاحب نے کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں خادم اعلیٰ کو وزیر اعلیٰ cum وزیر صحت کہوں یا وزیر صحت cum وزیر اعلیٰ کہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! بجائے اس کے کہ اتنے اہم issue پر سنجیدگی سے بات سنی جاتی مگر کسی کی توجہ ہی نہیں ہے۔ تنقید کرنا بہت آسان ہے مگر ان کے اندر سننے کا حوصلہ بھی ہونا چاہئے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ جب اپوزیشن یا عوام کوئی سوال raise کرتی ہے تو اُس کا کوئی جواب ہی نہیں آتا۔ ہزاروں کے حساب سے شہادتیں آ گئی ہیں جبکہ سرکاری اعداد و شمار سب غلط ہیں کیونکہ ہزاروں لوگ مر رہے ہیں۔ پی آئی سی سے جو دوائی distribute کی گئی، آج اتنے دن ہو گئے ہیں کیا متعلقہ مجرم کو پکڑا گیا، اس بات پر حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ جوابدہ ہے؟ آج کے اخبار کی خبر تھی کہ انہوں نے محکمہ صحت اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس طریقے سے pertained کرتے ہیں جیسے وہ سب کچھ کریں گے تو اُن کے اپنے ہاتھ میں رہے گا کیونکہ انہیں کسی ٹیم پر یقین ہی نہیں ہے۔ پہلے لوگ خودکشیاں کر

رہے تھے اور بے روزگاری اور ڈینگی سے مر رہے تھے مگر اب ادویات کھا کر اور road accidents سے مر رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پورا لاہور اُدھڑا ہوا ہے اور کیمپس انڈر پاس کے نیچے پانچ دن پہلے رات کے اندھیرے میں کھڑی ہوئی مشینری سے گاڑیاں ٹکرائیں جس سے ایک نوجوان جس کی صرف دس ماہ کی بچی تھی وہ مر گیا۔ کیا حکومت پنجاب نے لوگوں کو بہانے بہانے سے مارنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے؟

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر غزالہ رضا رانا اور محترمہ انجم صفدر کی طرف سے "ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین! یہ ہائے ہائے اپنے اوپر اور اپنی ناکامیوں پر کر رہے ہیں۔ یہ ہائے ہائے اُن مرنے والوں کے اوپر بین کر رہے ہیں۔ ان تمام خواتین کو بین کرنے کے علاوہ کچھ نہیں آتا اور ان کی کارکردگی زیرو ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ لوگوں کی کارکردگی کھل کر سامنے آ رہی ہے۔ یہ سب کچھ میڈیا اور ایوان کے دَر و دیوار بھی دیکھ رہے ہیں کہ اُدھر سے شرمندگی کا اظہار ہونے کی بجائے ہائے ہائے ہو رہی ہے مگر اس کے علاوہ ان کے اندر کوئی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ انڈر پاس پر نوجوان کی ہلاکت کو accident کا نام دیا گیا۔ کیا اس کی proper طریقے سے تحقیقات ہوئیں اور کیا وزیر اعلیٰ صاحب کو خود اس کا جواب نہیں دینا چاہئے تھا؟ اگر اپوزیشن نے شور مچایا ہے اور ان کے pressure پر وزیر اعلیٰ نے آنے کا وعدہ کیا ہے تو اس کا credit اپوزیشن اور میڈیا کو جاتا ہے۔ آج ہم نے وزیر اعلیٰ کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ یہاں پر آ کر جواب دیں مگر یہ جواب انہیں پہلے دن دینا چاہئے تھا۔ اپنی غلطیوں، نالائقیوں اور کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے یا منہ چھپانے سے کام نہیں چلے گا۔ یہ elected ممبران کی اسمبلی ہے اس لئے ہم وزیر اعلیٰ صاحب کو بھاگنے نہیں دیں گے بلکہ انہیں یہاں سب کے سامنے کھڑے ہو کر جوابدہ ہونا پڑے گا کیونکہ وہ کسی کو کچھ نہیں سمجھتے اور بڑے بڑے افسران کو ہتھکڑیاں لگانے کا ان کے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ ذرا سی کوتاہی اور شکایت پر وزیر اعلیٰ کا تاریخی کردار رہا ہے کہ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ کسی کی پگڑی اچھل جائے گی یا کسی باکردار افسر کو ہارٹ اٹیک ہو سکتا ہے۔ انہوں نے ہتھکڑیاں بھی لگائیں، insult بھی کی اور موقع پر برطرف بھی کیا تو آج خادم اعلیٰ اپنی سیٹ پر کیوں براجمان ہے اور اس پر انہوں نے استعفیٰ کیوں نہیں دے دیا؟ جو اصول وہ دوسروں پر لاگو کرتے ہیں اپنی ذات پر کیوں نہیں کرتے؟ آج پورا پنجاب بہانے بہانے سے مارا جا رہا ہے اور الزام دوسروں پر لگا دیا جاتا ہے پھر اپنے گھر کے کھڑے کر دیئے جاتے ہیں جو میڈیا کے سامنے کھڑے ہو کر دوسروں کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ طریقہ اُن ناکام لوگوں کی نشاندہی کرتا ہے جو زبردستی صرف کرسی سے پیار کرتے ہیں۔ اتنی اہم منسٹری صحت اور تعلیم کی ہے مگر دونوں کا ایک بھی independent وزیر نہیں ہے۔ جب کسی کے پاس

independentکام کرنے والا وزیر ہی نہیں ہوگا اور اتنا بڑا محکمہ جو پورے پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے اُس کو جب آپ independent ٹائم نہیں دیں گے، جب تک وزیر مقرر نہیں کریں گے، اسے follow upنہیں کریں گے، اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے وزیروں کو گالیاں دینے کے لئے کھڑا کر دیں گے تو پھر تاریخ بھی معاف نہیں کرے گی۔

جناب چیئر مین: Houseکا وقت مزید پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئر مین! آج کل پنجاب گورنمنٹ جو کچھ کر رہی ہے اس کا خمیازہ انہیں الیکشن میں ناکامی کی صورت میں بھگتنا پڑے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! انہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ ہم کام نکال کر دیتے ہیں، خامیاں نکال کر دیتے ہیں، کوتاہیاں اور غلطیاں لاکر دیتے ہیں جن سے ان کو سبق حاصل کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرنی چاہئے مگر یہ اصلاح کرنے اور اپنی خامیوں کو دُور کرنے کی بجائے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ one man show نہیں تو اور کیا ہے؟ ان لوگوں نے صرف جھوٹی انا کا مسئلہ بنایا ہوا ہے اور یہ کسی چیز پر یقین نہیں رکھتے۔ آپ پی آئی سی میں ادویات کے issueکے علاوہ دیکھیں کہ وہاں پر کیا کیا حالات ہیں؟ ایک ایک بیڈ پر چار چار مریض پڑے ہوئے ہیں۔ یہ صرف جاتی عمرہ کی سڑکوں پر پیسا لگا رہے ہیں، یہ صرف اپنے محلات کی آرائش میں لگے ہوئے ہیں، یہ صرف اپنے محل تعمیر کرنے میں لگے ہوئے مگر ان کو نہیں پتا کہ عوام کے مسائل کیا ہیں؟ آج ٹوٹی ہوئی سڑکوں کو مزید توڑ دیا گیا ہے۔ ایک سال سے سڑکیں بننے والی پڑی ہیں، لوگ دوائیوں سے بھی مر رہے ہیں مگر ساتھ ساتھ گرد آلود اور دھوئیں سے بھی مر رہے ہیں۔ آج دوائی ایسی چیز ہے جو بیمار آدمی کو بچا سکتی ہے مگر انہوں نے مرنے کے لئے دوائی کا راستہ بھی کھول دیا ہے اور وہ دوائی بھی آج ایسی ہو گئی ہے کہ وہ مارنا شروع ہو گئی ہے۔ ہر ہسپتال میں ایک independent Purchase Committee ہوتی ہے جو ایم ایس کی سربراہی میں دوائیاں خریدتی ہے مگر اُس کمیٹی کو ابھی تک سامنے کیوں نہیں پیش کیا گیا؟ کیا ان کی تحقیقات کی ضرورت نہیں تھی، کیا یہ معلوم نہیں کرنا تھا کہ انہوں نے گھپلے کیوں کئے، انہوں نے اتنی ناقص دوائی کا ٹیسٹ کیوں نہیں کیا اور دوائی اتنے بڑے bulkمیں کیوں خریدی جس سے ہزاروں کے حساب سے لوگ مر گئے؟ رات کے اندھیرے میں ٹینڈر جاری کر کے اپنے من پسند لوگوں سے کم قیمت پر دوائیاں لی گئیں۔ کوئی ثبوت ہے کہ فیصلے میرٹ پر ہوئے مگر یہ لوگ آج تک ایک ثبوت بھی اسمبلی یا میڈیا کے سامنے نہیں رکھ سکے اور Purchase Committeeکا ایک ثبوت بھی یہاں لاکر نہیں دے سکے۔ آج یہ منہ چھپاتے

پھر رہے ہیں اور کبھی کوئی issue highlight کر کے اس طرف سے توجہ ہٹاتے ہیں مگر اس سے کام نہیں چلے گا۔ جب تک گناہ گاروں اور خطاکاروں کو سزا نہیں دی جائے گی تب تک ہم چپ نہیں بیٹھیں گے مگر آج یہ bad governance کا اتنا بڑا زندہ اور منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر انہوں نے خادم اعلیٰ کو [***] کہا ہے تو باخدا یہ کام کسی اور حکمران سے ہوتا تو میں دیکھتی کہ نام نہاد خادم اعلیٰ اسے [***] تو درکنار اسے قتل کرنے چل پڑتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اپنے لئے کوئی اور اصول رکھیں اور دوسروں کے لئے کچھ اور اصول وضع کریں۔ میں یہ کہوں گی کہ اب سیاست کرنے کا وقت نہیں ہے بلکہ یہ کوتاہیوں، غلطیوں اور خامیوں کو تسلیم کرنے کا وقت ہے اس لئے انہیں سر جھکا کر مان لینا چاہئے کہ پچھلی پرویز الٰہی کی گورنمنٹ ان سے ہزار ہا درجے بہتر تھی۔

محترمہ انجم صفدر: جناب چیئرمین! انہوں نے جو لفظ بولے ہیں اس حوالے سے اس پر قتل کا مقدمہ ہم درج کرائیں گے اور اس پر قتل کا مقدمہ چلایا جائے گا۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! پرویز الٰہی صاحب کے دور میں ڈینگی آیا تو چند دنوں کے اندر ختم کر دیا گیا۔ ابھی تو پھر سے ڈینگی آئے گا۔ میں اس چیز پر یقین رکھتی ہوں کہ ضروری نہیں ہے کہ میں اگر اپوزیشن میں ہوں تو میری مخالفت کی جائے۔ اگر میں کوئی کام کی بات کہتی ہوں تو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اپوزیشن بنچوں سے کھڑے ہوئے لوگ بھی ووٹ لے کر آئے ہیں اگر وہ حکومت کی کوتاہی یا خامی نکالتے ہیں تو اسے حکومتی بنچوں کو کھلے دل سے ماننا اور تسلیم کر لینا ایک اچھی بات ہو گی لیکن انہوں نے ہمیشہ ہی نہیں مانا۔ مجھے وہ وقت یاد ہے کہ جب ایل ڈی اے کی وجہ۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت پانچ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! ایل ڈی اے نے ماڈل ٹاؤن میں بیسیوں گھر گرا دیئے تھے اور آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ کمیٹی کو extend کروائیں اور میں آپ سے کہتی ہوں کہ اگر ان کو کام کرنے کا شوق ہے تو وہ بے چارے لوگ بے سروسامانی کی حالت میں آج بھی پڑے ہیں، آپ آج ruling

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

دیتے ہوئے اس کمیٹی کے اجلاس کا بتائیں کہ دوبارہ کب ہو گا؟ اگر ان لوگوں کی نیت کام کرنے کی ہے تو ایل ڈی اے والوں نے جن کے گھر گرائے تھے وہ آج بھی بے سروسامانی کی حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔یہاں ایسے ہزاروں وعدے ہوئے، کمیٹیوں میں بھیج دیا گیا، سرد خانے میں انہیں دفن کر دیا گیا لیکن ان پر عمل نہیں ہوا۔اسی طرح کا وہ case تھا اور آپ اس کے چیئرمین تھے تو میں آپ سے کہوں گی کہ کم از کم آج ruling دیں کہ اس کمیٹی کا دوبارہ سے اجلاس بلایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے،اس کمیٹی کا دوبارہ اجلاس بلاتے ہیں۔

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب چیئرمین: اب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون نگہداشت معیارات و مینٹیننس تعلیم ٹیکسٹ بکس بورڈ پنجاب مصدرہ 2012 اور نشان زدہ سوال نمبرز 3435 اور 3436 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:۔

"The Punjab Supervision of Curricula Text Books of Maintenance and Standards of Education Bill 2012(Bill No 1 of 2012) and Starred Question Nos. 3435 and 3436

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے"۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Supervision of Curricula Text Books of Maintenance and Standards of Education Bill 2012(Bill No 1 of 2012) and Starred Question Nos. 3435 and 3436

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے"۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Supervision of Curricula Text Books of Maintenance and Standards of Education Bill 2012(Bill No 1 of 2012) and Starred Question Nos. 3435 and 3436

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب چیئرمین: جناب اعجاز احمد خان مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب بل نمبر 15، 17 مصدرہ 2008 اور بل نمبر 6 مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ جناب چیئرمین! میں

The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No 15 of 2008) moved by Ch Aamir Sultan Cheema MPA, PP- 32, the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008(Bill No 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA, W-356 and the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009 (Bill No 6 of 2009) moved by Ch. Muhammad Asad-ud-Allah MPA, PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹ
(میعاد میں توسیع)

جناب چیئرمین: رپورٹیں پیش کر دی گئیں۔اب جناب اعجاز احمد خان اب مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:۔

"نشان زدہ سوال نمبر 4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

بحث

(۔۔۔جاری)

پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! وہ گھر جن کے چراغ بجھ گئے ہیں اور وہ لوگ جن کے گھر میں صف ماتم بچھی ہے تو یہ ایک دوسرے کے خلاف جو روّیہ ہے، کم از کم حوصلہ کریں اور اپوزیشن کی بات سکون سے سنیں personal hits نہ کریں کیونکہ اس بات پر 120 اموات ہوئیں ہیں میں تمام بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ اپنے اپنے issue پر رہتے ہوئے بات کریں کیونکہ آج پنجاب کے عوام ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ میری ایک گزارش ہے کہ ذاتی باتوں کو نہ discuss کریں کیونکہ جب محترمہ ثمینہ صاحبہ بات کر رہی تھیں تو شیخ صاحب بھی ہمارے لئے محترم ہیں تو ہمیں اس طرح نہیں کرنا چاہئے۔ ہم کون سے topic پر بات کر رہے ہیں کہ جو لوگ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ اگر ان کے گھر میں آج یہ message جائے کہ ہم لوگ ایک دوسرے کی ذات پر حملے کر رہے ہیں، ہم یہاں پر ہنس رہے ہیں یا غیر سنجیدہ گفتگو کر رہے ہیں تو میری یہ request ہے کہ topic پر رہیں، ان دوائیوں کے معاملے کو discuss کریں تاکہ آج دس کروڑ لوگوں کے نمائندہ House کی یہ بات جائے کہ انہی کے نمائندے انہی کے ووٹوں کی وجہ سے یہاں پر بیٹھے ہیں لیکن اگر ہمارا روّیہ غیر سنجیدہ ہو گا تو ان تک اچھا message نہیں جائے گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: House کا وقت پانچ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: نہیں، محترمہ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: میں صرف ایک اہم بات کرنا چاہتی ہوں اور اگر مجھے وقت نہ ملا تو میں واک آؤٹ کر جاؤں گی۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب چیئرمین!آپ پہلے محترمہ ساجدہ میر کو وقت دے دیں میں ان کے بعد بات کرلوں گا۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ساجدہ میر اور محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ
ایوان سے احتجاجاًواک آؤٹ کر گئیں)

جناب چیئرمین: بسراء صاحب!آپ انہیں مناکر ایوان میں لائیں۔

(اس مرحلہ پر چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) محترمہ ساجدہ میر
اور محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

شیخ علاؤالدین: میں آپ کا شکر گزار ہوں جمعہ کا وقت ہو گیا ہے تو میں صرف تین منٹ لوں گا مجھے معلوم ہے کہ اہم مسئلہ ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے کہ جن پر بات رہی ہے ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔جہاں تک اپوزیشن کا یہ کہنا ہے کہ پیسوں سے یہ دکھ۔۔۔

(اس مرحلہ پر چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) ایوان میں واپس تشریف لائے)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب چیئرمین!ان کا مؤقف ہے کہ ہم خواتین بھی یہاں بیٹھی ہیں ایک دوسرے کے خلاف اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں تو اس کے بعد ہم واپس آجائیں گی۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین!میں یہ request کروں گا کہ مجھے اب interrupt نہ کیا جائے۔میں یہ عرض کر رہا تھا کہ واقعی بہت بڑا دکھ ہے اور میرا خیال ہے کہ ان خاندانوں کے دکھ میں پورا House شریک ہے اور ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ پیسوں سے ان کا یہ دکھ نہیں بانٹا جا سکتا لیکن میری عرض صرف یہ ہے کہ ذاتیات پر اگر بات کی جائے گی تو معاملات سلجھنے کی بجائے اور بگڑ جائیں گے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، نہیں آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شیخ صاحب بھی میری باری کے دوران کھڑے ہو گئے تھے اور اب میں بھی ان کی باری پر کھڑی ہوئی ہوں۔

جناب چیئرمین: محترمہ آپ تشریف رکھیں اور شیخ صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: میں نے محترمہ سے کچھ نہیں کہا اور صرف یہ کہا تھا کہ آپ وزیراعلیٰ صاحب کے بارے میں یہ الفاظ استعمال نہ کریں باقی انہیں حق ہے کہ وہ جو مرضی بات کریں۔ میں مختصراً عرض کروں گا کہ ایک بات جو کوئی بھی جھٹلا نہیں سکتا کہ تمام ادویات کی رجسٹریشن وفاقی حکومت کا jurisdiction ہے اور تمام imported medicine کی licensing بھی مرکزی حکومت کے پاس ہے اور اگر اس بات کو میرا کوئی بھائی جھٹلا دے تو میں اس کا دیندار ہوں مجھے وہ ذاتی طور پر بھی کہہ سکتا ہے اور مجھے بتائے کہ میں غلط کہہ رہا ہوں۔ ایک رجسٹریشن جسے standardization فارمولا کہتے ہیں، جب وہاں سے چلتا ہے اور آج سے نہیں 64 سال سے یہ ادویات کی رجسٹریشن مرکزی حکومت کے پاس ہے۔ میں نے اسی معزز ایوان کے سامنے یہ معاملہ رکھا تھا۔ سپریم کورٹ نے سیکرٹری صحت کو آج سے تین سال پہلے بلایا تھا۔ Prices پر بلایا تھا standardization پر نہیں بلایا تھا۔ ایک تو یہ اہم بات ہے جسے سب کو سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارا پنجاب حکومت کا standardization اور رجسٹریشن میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ جس افروز نامی کمپنی کا یہ کہا گیا ہے اگر ہماری حکومت کا اس میں Zero percent بھی fault ہوتا اور حکومت کی involvement ہوتی جیسے ہمارے اپوزیشن کے بھائی کہہ رہے ہیں تو ہمارے وزیراعلیٰ کبھی جرمن، انگلینڈ اور امریکہ کی انٹرنیشنل لیبارٹریوں سے ٹیسٹ نہ کراتے۔ یہ کبھی independent reports نہ آتیں۔ انہوں نے ذاتی طور پر لوگوں کو by air بھیجا۔ انہوں نے ٹی سی ایل یا ڈی ایچ ایل سے بھی نہیں بھیجا۔ اس کی رپورٹ آنے کے بعد انہوں نے یہ بات کی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ ایک حقیقت ہے کہ وزیراعلیٰ اٹھارہ بیس گھنٹے کام کرتے ہیں۔ خدا جانتا ہے کہ مجھے جو assignment دی گئی ہے اس میں میرا کوئی دوست ثابت کر دے کہ میں نے ذاتی طور پر حکومت سے کچھ لیا ہو۔ اگر ایسا ثابت ہو جائے تو میں نہ صرف resign کر دوں گا بلکہ جو penalty لگائے گا وہ بھی دوں گا۔ ایک ایسا وزیراعلیٰ جو بیس بیس گھنٹے کام کر رہا ہو، حادثات کسی سے بھی ہو سکتے ہیں۔ میں اپنے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ ابھی اٹلی میں ایک بحری جہاز جو دنیا کا مانا ہوا جہاز تھا دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس بارے میں کہا گیا کہ سو سال کے بعد دوسرا Titanic ڈوبا ہے۔ اس پر جو انٹرنیشنل تبصرے

آئے ہیں وہ بڑے پڑھنے والے ہیں۔ جو اس جہاز کا کیپٹن تھا وہ ایک ڈانسر کے ساتھ باتوں میں لگا ہوا تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: Houseکا وقت پانچ منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: اس کمپنی کے چیئرمین کو کسی نے نہیں کہا کہ یہ اس کی غلطی تھی۔ اس کمپنی کے چار سو سے زیادہ جہاز ہیں۔ حادثات سے صرف اللہ ہی بچا سکتا ہے۔ ہمیں بات کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ جس وزیراعلیٰ کے بارے میں ہم بات کر رہے ہیں اگر تو وہ نیتاً ایسا ہے پھر تو ٹھیک ہے۔ ورنہ اگر ہم کسی کے بارے میں ایسے ہی بات کریں گے تو میرا ایمان ہے اور یہاں بیٹھے ہوئے میرے بھائیوں کا بھی یہ ایمان ہوگا کہ اگر ہم کسی پر بہتان لگائیں گے تو ہم اللہ کو جوابدہ ہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا لیکن میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ دوائیوں کی خریداری میں جو کچھ معاملات ہیں، یہ ٹھیک ہے کہ اس میں بہتری آسکتی ہے اور اس میں بہتری آنی چاہئے۔ پروفیسر حضرات یہ بالکل کھلم کھلا کہتے ہیں کہ ہمیں یہ یہ دوائیوں کا کہا گیا کہ ہم نے یہ خریدنی ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ Purchase Committee میں کیا کچھ ہوتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہاں پر فرشتے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن میں اپنے وزیراعلیٰ کے behalf پر یہ کہتا ہوں کہ ان کی کوئی غلطی تو ثابت کریں کہ انہوں نے یہ کوتاہی کی ہے۔ یقین کریں کہ وزیراعلیٰ صاحب رات دو بجے بھی فون کر کے کہتے ہیں کہ یار یہ کام کرنا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کس وقت سوتے ہیں، میں ان کی بالکل حمایت نہیں کر رہا ہوں۔ اگر میں یہ بات غلط کہہ رہا ہوں تو میں خدا کو جوابدہ ہوں۔ اگر حکومت سے کوئی غلطی ہوگی تو میں یقین دلاتا ہوں کہ سب سے پہلے تنقید میں کروں گا۔ میں تنقید کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ بہت شکریہ

(حزب اقتدار کے معزز ممبران کی طرف سے

"قدم بڑھاؤ شہباز شریف ہم تمہارے ساتھ ہیں" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس مورخہ 6۔فروری 2012 بروز سوموار سہ پہر 3 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔